السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

معروض آنکہ ہمارے ہاں ایک کنویں میں (جس کا پانی قریباً آٹھ فٹ گہرا ہے) ایک لڑکی (نو یا دس سال کی) گر کر مر گئی اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے کے بعد نکالی گئی۔
اب سوال یہ ہے کہ کنویں کا مذکور کا پانی پاک ہے یا پلید؟ ہمارے ہاں اس پر بہت سخت نزاع پڑ گئی ہے اندیشہ ہے کہ آپس میں لڑائی شروع نہ ہو جائے، لہٰذا جواب جلدی عنایت فرمائیں، اگر اخبار تنظیم اہل حدیث میں شائع فرما دیں تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

یہ سوال پہلے بھی اسی کنویں کے متعلق کسی صاحب نے آزاد کشمیر سے ہی بھیجا تھا اور اُسی وقت اس کا جواب لکھ کر بھیج دیا گیا تھا۔ جواب اس کا یہ ہے کہ:
مذکورہ بالا کنویں کا پانی بالکل پاک ہے، اس میں لڑکی کے مرنے سے اس کا پانی پلید نہیں ہوا کیونکہ انسان خصوصاً مسلمان جس طرح زندہ پاک ہے، اسی طرح مُردہ بھی پاک ہے، چنانچہ محدثین نے اس پر باب منعقد کیئے ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا، چنانچہ صحیح بخاری میں ہے:
((باب عرق الجنب وان المسلم لاینجس))
''یعنی یہ بات جنبی کے پسینہ کا حکم بیان کرے اور یہ بات بیان کرنے کا ہے کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا''
پھر اس میں مندرجہ ذیل حدیث لائے ہیں۔
عن أبي هريرة أن النبی صلی اللہ علیه وسلم لقیه فی بعض طریق المدینة وھو جنب فانخنست منه فذھبت فاغتسلت ثم جاء فقال این کنت یا ابا ھریرة قال کنت جنبا فکرھت ان اجالسک وانا علی غیر طھارته قال سبحان اللہ ان المؤمن لا ینجس)) (بخاری مع الفتح الباری ص ۱۹۵، جلد ۲
یعنی ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں جنبی تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے رستہ میں ملے، میں چپکے سے نکل گیا اور غسل کر کے آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہاں گیا تھا؟ میں نے عرض کیا: یا حضرت! میں جنبی تھا، پس میں نے پلیدی کی حالت میں آپ سے ہم مجلس ہونا مکروہ جانا۔ آپ نے فرمایا: سبحان اللہ! مسلمان تو پلید نہیں ہوتا۔''
امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بات یوں منعقد کیا ہے باب غسل المیت ووضوہ بالمائِ والسدر، (یعنی یہ باب ہے میّت کے وضو اور غسل دینے کے ساتھ پانی اور بیر کے پتوں کے۔) اور اس میں لکھتے ہیں:
((وحنّطَ ابن عمر رضی اللہ عنہ ابناً لسعید بن زید وحمله وصلی ولم یتوضا وقال ابن عباس رضی اللّٰہ عنھما المسلم لاینجس حیًا ولا میتا وقال سعد لو کان نجساً ما مسته وقال النبی صلی اللہ علیه وسلم المومن لاینجس))
(بخاری مع الفتح الباری ج ۵، ص ٦٥٢)
''ابن عمر رضی اللہ عنہ نے سعید بن زید کے بیٹے کو (جو فوت ہو گیا تھا) خوشبو لگائی اور اس کا جنازہ اٹھایا اور نماز پڑھی اور وضو نہ کیا اور ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان زیدہ اور مردہ کسی حال میں پلید نہیں ہوتا اور سعد بن ابی وقاص نے فرمایا (اگر میت پلید ہوتی تو) میں اس کو ہاتھ بھی نہ لگاتا۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن پلید نہیں ہوتا''
یہ بات کا ترجمہ ہے اس کی تشریح بہت کچھ فتح الباری میں موجود ہے، میں کہاں تک لکھوں جو زیادہ تفصیل چاہے وہ فتح الباری ملاحظہ فرمائے، مختصر یہ کہ مومن، موت آنے سے پلید نہیں ہوتا جیسا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کے قول و فعل اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ثابت ہے۔ بخاری کے بعد صحیح مسلم کو ملاحظہ فرمائیے، فرماتے ہیں۔
(باب الدلیل علی ان المسلم لاینجس)) (مسلم ج ۱، ص ١٦٢))
''یعنی اس باب میں اس بات کے دلائل ہیں کہ مسلمان پلید نہیں ہوتا''
پھر اس میں دو حدیثیں لائے ہیں۔ ایک ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی جو بخاری کے حوالہ سے اوپر گذر چکی ہے، دوسری حذیفہ کی حدیث ہے:
((عن حذیفة ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیه وسلم لقیه وھو جنب فحاد عنه فاغتسل ثم جاء فقال کنت جنباً قال ان المسلم لاینجس))
یعنی حذیفہ رضی اللہ عنہ آپ کو جنابت کی حالت میں ملے، پس تنہا ہوئے اور غسل کیا، پھر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں جنبی تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مسلمان پلید نہیں ہوتا۔'' (مسلم شریف ص ١٦٢، جلد ۱
منتقیٰ میں بھی باب ایسا ہی باندھا ہے۔ فرماتے ہیں۔
((باب فی ان الآدمی المسلم لاینجس بالموت ولا شعرہ واجزائه بالانفال))
''یعنی یہ بات اس مسئلہ میں ہے کہ آدمی مسلمان، موت سے پلید نہیں ہوتا اور اس کے بال اور اعضاء بھی جسم سے علیحدہ ہونے پر پلید نہیں ہوتے۔''
پھر فرماتے ہیں:
(قد اسلفنا قوله صلی اللہ علیه وسلم لاینجس وھو وام فی الحی والمیت قال البخاری وقال ابن عباس المسلم لاینجس حیًا ولا میتاً)) (منتقیٰ مع نیل ص ٥٦ جلد ۱))
''یعنی حدیث المسلم لاینجس (جو پہلے ذکر ہو چکی ہے) وہ عام ہے زندہ اور مردہ کو شامل ہے، یعنی مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے چنانچہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فتویٰ دیا ہے۔ کہ مسلمان زندہ اور مُردہ پلید نہیں ہوتا۔''

امام نووی صحیح مسلم کی شرح میں لکھتے ہیں:

((هذا الحديث أصل عظيم فى طهارة المسلم حيا وميتا فاما الحى فطاهر باجماع المسلمين حتى الجنين اذا القته امه وعليه رطوبة فرجها قال بعض أصحابنا هو طاهر باجماع المسلمين قال ولا يجئ فيه الخلاف المعروف فى نجاسة رطوبة فرج المرأة ولا الخلاف المذكور فى كتب أصحابنا فى نجاسة ظاهر بيض الدجاج ونحوه فان فيه وجهين بناء على رطوبة الفرج هذا حكم المسلم الحى واما الميت ففيه خلاف للعلماء وللشافعى فيه قولان الصحيح منهما انه طاهر ولهذا غسل ولقوله صلى الله عليه وسلم ان المسلم لا ينجس وذكر البخارى فى صحيحه عن ابن عباس تعليقا المسلم لا ينجس حيًا ولا ميتا ... الخ ص ١٦٢))

یعنی یہ حدیث جو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اوپر مذکور ہو چکی ہے، مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے کی اصل دلیل ہے، پس مسلمان زندہ کا پاک ہونا تو اجماع مسلمین سے ثابت ہے حتیٰ کہ بچہ، جب اس کو ماں ڈال دے اور ''اس پر فرض کی رطوبت لگی ہو، وہ بھی بقول ہمارے بعض اصحاب کے، ساتھ اجماع مسلمین کے پاک ہے اور وہ اختلاف ہے جو فرج کی رطوبت کے متعلق اور انڈا مرغی کے ظاہر ہونے کے متعلق ہے اس میں نہیں آتا۔ یہ حکم تو زندہ مسلمان کا ہے کہ وہ بالاتفاق پاک ہے لیکن مسلمان فوت شدہ سو اس کے متعلق علماء کا اختلاف ہے: امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کے متعلق دو قول ہیں مگر صحیح قول ان کا یہی ہے کہ مسلمان فوت شدہ پاک ہے، اسی لیے تو غسل دیا جاتا ہے۔ (یعنی اگر نجس العین ہوتا تو غسل دینے سے پاک نہ ہوتا چنانچہ حدیث میں ہے، مسلمان پلید نہیں ہوتا اور امام بخاری صحیح بخاری میں ابن عباس وغیرہ سے لائے ہیں کہ مسلمان زندہ اور مردہ پاک ہے۔

نیل الاوطار میں ہے:

((وحديث الباب اصل فى طهارة المسلم حيًا وميتا اما الحى فاجماع واما الميت ففيه خلاف فذهب ابو حنيفه ومالك ومن اهل البيت الهادى والقاسم والمؤيد بالله وابو طالب الى نجاسته وذهب غيرهم الى طهارة واستدل صاحب البحر للاوّلين على النجاسة بنزح زمزم من الجشى وهذا مع كونه من فعل ابن عباس كما اخرجه الدارقطنى عنه وقول الصحابى وفعله لا ينتهض للاحتجاج به على الخصم محتمل ان يكون للاستقذار لا للنجاسة ومعارض بحديث الباب وبحديث ابن عباس نفسه عند الشافعى رحمة الله عليه والبخارى تعليقاً بلفظ المؤمن لا ينجس حيا ولا ميتا وبحديث ابى هريرة المتقدم وبحديث ابن عباس ايضاً عند البيهقى ان ميتكم يموت طاهرا فحسبكم ان تغسلوا ايديم وترجيع راوى الصحابى على روايته عن النبى صلى الله عليه وسلم ورواية غيرهٖ من الغرائب التى لا يدرى ما الحامل عليها))

(نیل الاوطار ص ۲۲ جلد ۱)

یعنی حدیث باب کی یعنی حضرت حذیفہ کی حدیث جس کے الفاظ مسلم کے حوالہ سے گذر چکے ہیں، مسلمان زندہ اور مردہ کے پاک ہونے پر اصل دلیل ہے پس مسلمان زندہ کے پاک ہونے پر تو اجماع ہے اور مردہ کے پاک ہونے میں اختلاف ہے، امام ابو حنیفہ، مالک، اہل بیت سے ہادی قاسم مؤید باللہ ابو طالب نجاست کی طرف گئے ہیں اور ان کے علاوہ باقی سب طہارت کے قائل ہیں۔

صاحب بحر نے مردہ کو نجس جاننے والوں کے لیے حبشی کے واقعہ سے استدلال کیا ہے کہ وہ زمزم میں واقع ہو گیا جو ابن عباس نے زمزم صاف کرایا اور یہ باوجود ابن عباس کا فعل ہونے کے جو مخالف پر حجت نہیں احتمال رکھتا ہے کہ ویسے صفائی کے لیے ہو، نجاست کے لیے نہ ہو اور یہ فعل ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حدیث باب (یعنی حدیث حذیفہ کے خلاف ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اپنی حدیث کے بھی جو بیہقی میں ہے جس کو امام بخاری نے بھی تعلیقاً ذکر کیا ہے کہ مومن زندہ اور مردہ پلید نہیں ہوتا، مخالف ہے، اور حدیث ابو ہریرہ کے بھی خلاف ہے، جو صحیح مسلم کے حوالہ سے پہلے ذکر ہو چکی ہے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اپنی حدیث کے بھی خلاف ہے جو بیہقی میں ہے:

((ان میتکم یموت طاہرا... الخ))

''یعنی میت تمہاری بعد از موت پاک ہوتی ہے''

سو تم اس کو غسل دے کر صرف ہاتھ دھو لیا کرو، یعنی میّت کو غسل کرنے کی ضرورت نہیں، کیوں کہ میّت پاک ہے اور صحابی کی رائے کو اس کی یا دوسرے صحابی کی مرفوع حدیث پر ترجیح دینا تو بڑی ہی عجیب بات ہے جس کا باعث معلوم نہیں، یعنی صحابی کی رائے مرفوع پر ترجیح نہیں دینی چاہیے۔)

تنبیہ:... جو لوگ مُردہ مسلمان کو نجس کہتے ہیں ان کا قول غلط ہے، فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور اقوال صحابہ کے مقابلہ میں اس کی کوئی وقعت اور اعتبار نہیں، نیز ان کے قول سے لازم آتا ہے کہ صلحاء امت اور اولیاء اور صحابہ رضی اللہ عنہ اور انبیاء کے اجسام مطہرہ مبارکہ بھی نجس ہوں (نعوذ باللہ من ذلک)

یہ عقیدہ بالکل باطل اور غلط ہے۔ میرا وقت بہت قلیل ہے ورنہ میں اس پر بہت سے دلائل جمع کر دیتا غیر عاقل مومن کے لیے یہی کافی ہے۔ ے اگر در خانہ کس ست، یک بس ست۔

حاصل یہ کہ مذکورہ بالا چاہ کی طہارت اور اس کے پاک ہونے میں کوئی شبہ نہیں، کیونکہ لڑکی فوت شدہ زندہ اور مردہ پاک ہے پھر چاہ کس طرح پلید ہوگا۔

اگر بقول اُن کے میت کو نعوذ باللہ من ذالک نجس قرار دیا جائے تو بھی چاہ مذکورہ کا پانی پلید نہیں ہوتا کیوں کہ جب پانی دو قلعہ (پانچ مشک) یا زیادہ ہو تو پلید نہیں ہوتا۔ چنانچہ محدثین نے اس کو صاف صاف بیان فرمایا ہے۔ (عبد اللہ روپڑی، تنظیم اہل حدیث جلد نمبر ۱۷، شمارہ نمبر ۱)

(الجواب صحیح: علی محمد سعیدی مہتمم جامعہ سعیدیہ مغربی پاکستان خانیوال)

ہذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

کتاب الصلاۃ جلد 1 ص 14

محدث فتویٰ